سوال

(562) "مرجاؤں تو میرا جنازہ فلاں نہ پڑھے" ایسی وصیت کرنا

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہماری فیملی میں دو گروپ ہیں۔ دونوں ہم عقیدہ ہیں ان دنوں دونوں میں بڑھتی ہوئی رنجش ہے۔ ان میں سے ایک بزرگ اپنی اولاد اور متاثرین سے کہتے ہیں مرجاؤں تو فلاں شخص (جس کا تعلق مخالف گروہ سے ہے) نہ میرا جنازہ پڑھے پڑھائے اور نہ جنازہ کے ساتھ آئے۔

سوال یہ ہے کہ آیا ایسی وصیت کرنا شرعا درست ہے؟ اور اس پر عمل کرنا ضروری ہوگا۔ جب کے اس کے بہت گھناؤنے اثرات کا ظہور بہت مخدوش بلکہ یقینی ہے۔ یہ بھی وضاحت کردینی ضروری ہے کہ ان بزرگ کی اولاد میں سے بعض کہتے ہیں کہ یہ منکر وصیت ہے کیونکہ اس سے خاندان مزید ابتری کی طرف مائل ہوگا اور اصلاح کی ممکنہ صورتیں معدوم ہوجائیں گی۔ اور یہ کہ کسی کو ایسی وصیت کہنی ہی نہیں چاہیے جس سے (بعد میں) لواحقین بعد میں فتنہ کا شکار ہوں بلکہ بعد کی باتیں بعد والوں پر چھوڑ دینی چاہیں تاکہ وہ وقت کی مناسبت اور نزاکت کو دیکھ کر معقول فیصلہ کرکے الجھاؤ سے بچ سکیں۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحۃ السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

کسی بھی مسلم کے جنازے میں شرکت چونکہ امور خیر میں سے ہے اس کے حصول کی شریعت نے متعدد نصوص میں تخصیص وترغیب دلائی ہے کہ اس کار خیر کا فاعل اتنے اتنے اجر وثواب کا مستحق ہوگا چونکہ یہ استحقاق بندہ کو اللہ کی طرف سے تفویض کردہ ہے لہذا دنیاوی کدورتوں اور نزاعات کی بنیاد پر اسمیں کسی کو رکاوٹ بننے کا کوئی اختیار نہیں۔ موصی کو اس قسم کی وصیت فلاں اور فلاں میرے جنازے میں شریک نہ ہوں ناقابل عمل اور اپنے اختیارات کی حدود سے تجاوز کرنا ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

فَمَن خافَ مِن موصٍ جَنَفًا أَو إِثمًا فَأَصلَحَ بَينَهُم فَلا إِثمَ عَلَيهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفورٌ رَحيمٌ ١٨٢ ... سورة البقرة

"اگر کسی کو وصیت کرنے والے کی طرف سے (کسی وارث کی) طرفداری یا حق تلفی کا اندیشہ ہو تو اگر وہ (وصیت کو بدل کر) وارثوں میں صلح کرادے تو اس پر کچھ گناہ نہیں بے شک اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔"

لہذا جملہ ورثاء اور عام مسلمان بلاتردد مرحوم کی نماز جنازہ میں شرکت کے حقدار ہیں۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

[فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ](#)

ج1ص841

محدث فتویٰ